جناب بدیع الزمان کیکاؤس
ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ پاکستان

لا الٰہ الا اللہ کے معنی!

لا الٰہ الا اللہ دین کی بنیاد ہے۔ کوئی انسان مسلمان نہیں ہوتا جب تک "لا الٰہ الا اللہ" کا اقرار زبان سے اور تصدیق قلب سے نہیں کر لیتا۔ لیکن اگر صحیح پتہ ہی نہ ہو کہ "لا الٰہ الا اللہ" کے معنی کیا ہیں تو نہ اقرار درست نہ تصدیق۔ اور کتنے فیصد مسلمان ہیں جو "لا الٰہ الا اللہ" کا صحیح مفہوم جانتے ہیں؟

ایک عام مسلمان جب وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا اقرار کرتا ہے تو کیا وہ سمجھتا ہے کہ وہ زندگی کا سودا کر رہا ہے کہ وہ تن من دھن فروخت کر رہا ہے کہ وہ ایک ایسا پیمانِ وفا باندھ رہا ہے جس کے مقابلہ میں ساری کائنات ایک بے حقیقت شے ہے اور کہ اس پیمان کی تکمیل بڑی کٹھن ہے۔ اگر مسلمان کو "لا الٰہ الا اللہ" کے مفہوم کا پورا احساس ہوتا تو وہ اس کا اعلان کرتے وقت لرزتا۔ اقبالؔ کو اسکے مفہوم کا احساس تھا۔ تبھی تو اس نے کہا تھا ؎

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ "لا الٰہ" را

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" وہ اعلان ہے جو ہر مسلمان کو کرنا پڑتا ہے اور لازم ہے کہ یہ صرف زبان سے نہ نکلے بلکہ قلب اس کی تصدیق کرے۔ لا الٰہ الا اللہ کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" لیکن یہ ایک حلف نامہ ہے۔ دراصل یہ اس عہد کی تجدید ہے جو انسان نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے کیا ہوا تھا اور جس کو انہوں نے اپنی پیدائش کے وقت تصدیق کیا تھا۔ جب ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوچھا: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا "بَلٰى شَهِدْنَا"

"ہاں ہم گواہی دیتے ہیں"

جب مسلمان "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو مخاطب کر کے اقرار کرتا ہے:

۱- پرستش کے لائق صرف تو ہے۔

۲- تیرے سوا کسی کی پرستش یا اطاعت نہ کروں گا۔

۳- تیری پرستش اور مکمل اطاعت کروں گا۔

پرستش میں اطاعت لازماً شامل ہوتی ہے۔ اگرچہ میں اس کا علیحدہ ذکر بھی کر دیتا ہوں۔ جب انسان اللہ تبارک و تعالیٰ سے لا الٰہ الا اللہ کا عہد باندھتا ہے تو اس وقت لازم ہے کہ اس کی نیت اور ارادہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعت کا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کے قلب نے "لا الٰہ الا اللہ" کی تصدیق نہیں کی۔

یہ ایک بے معنی بات ہے کہ انسان اقرار تو یہ کرے کہ تو میرا معبود ہے لیکن ساتھ ہی قلب یہ کہے کہ میں تیری اطاعت کرنے کا کوئی ذمہ نہیں لیتا۔ ہاں اگر اس کا ارادہ نیک نیتی سے پوری اطاعت کا ہو تو وہ اس وجہ سے غیر مسلم نہ ہو جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر دی۔ اور جب وہ نافرمانی کرے تو اس کو احساس ہو کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور غلط کام کیا ہے اور اس کو اپنے گناہ سے ندامت ہو۔ جب تک ندامت قائم رہے لا الٰہ الا اللہ موجود ہے۔ اگر ندامت ختم ہو جائے تو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار جھوٹا ہو گیا۔

میں نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ ایک حلف نامہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیعت لی ہوئی تھی اور جو نیا مسلمان ہوتا تھا اس سے بھی بیعت لیتے تھے۔ بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ حضورؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر رکھتے اور وہ اللہ کو حاظر ناظر جان کر ایک عہد کرتا تھا۔ اس بیعت کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

"ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم" (۴۸: ۱۰)

"جو تیری بیعت کرتے ہیں، اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پہ ہوتا ہے"

تو گویا سب مسلمانوں نے اللہ کے ہاتھ پہ "لا الٰہ الا اللہ" کی بیعت کی ہوئی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ جس طرح پہلے رسولوں کا زور اس بات پہ تھا کہ "غیر اللہ کی پرستش نہ کرو" لا الٰہ الا اللہ کا زور بھی اس بات پہ ہے کہ غیر اللہ کی پرستش یا اطاعت نہ کروں گا۔ پہلے لا الٰہ ہے پھر الا اللہ کیونکہ غرض ہی غیر اللہ کی اطاعت ختم کرنے کی ہے۔ غیر اللہ کی اطاعت ختم ہو تو اللہ

تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار اور اس کے لئے جذبۂ پرستش تو انسانی فطرت میں موجود ہی ہے۔

قرآن پاک میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ طاغوت کی یعنی غیر اللہ کی پرستش نہ کرو۔ جہاں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان کون ہے تو بیان ہی اس طریق سے کیا گیا ہے:

"فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ" (۲ : ۲۵۶)

"جس نے طاغوت کو رد کر دیا اور اللہ پر ایمان لے آیا"

ایمان لے آیا" کے معنی ہیں "اطاعت قبول کر لی" نیز فرمایا:

"اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ" (۱۲ : ۴۰)

"اس نے حکم دیا ہے کہ سوا اس کے اس کے دوسرے کی اطاعت مت کرو"

اور:

"وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ" (۱۷ : ۲۳)

"تیرے رب نے حکم دے دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کروگے"

اور: "اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ (۷ : ۳)

"اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب نے نازل کیا۔ اور اس کے سوا دوسرے سرپرستوں کی پیروی مت کرو"

پروردگار عالم نے غیر مبہم الفاظ میں فرما دیا کہ باقی گناہ تو بخشوں گا کسی دوسرے کی پرستش یا اطاعت نہ بخشوں گا:

"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء" (۴ : ۱۱۶)

یعنی "اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرتا اور باقی گناہ جس کو چاہے معاف کر دیتا ہے"

ہاں اگر کوئی صرف کسی نقصان کے ڈر سے کسی انسان کی اطاعت کرے۔ جب کہ قلب اس کی اطاعت قبول نہ کرتا ہو تو اس سے شرک کا ارتکاب نہیں ہو جاتا۔ شرک بھی قلب سے ہوتا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کتنا عظیم رشتہ ہے اور اس سے کیا ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا بیان ابھی باقی ہے۔ جب انسان کسی کو کہتا ہے کہ میں تیری پرستش کرتا ہوں تو وہ ایسی بات کہتا ہے کہ جس سے زائد کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔ پرستش تو محبت کا، احترام کا اور احساسِ تقدس کا آخری درجہ ہے۔ اس سے آگے کوئی مقام دو ہستیوں کے درمیان تعلق کا نہیں ہے۔ جب انسان انسان سے ایسی محبت کرتا ہے کہ وہ پرستش کے قریب ہو جاتی ہے تو دیکھو کس طرح وہ اپنے محبوب کی ہی

سوچتا ہے ۔ایک بت کا پجاری کیسے اپنے بت کی ناز برداری کرتا ہے ۔جو شخص دولت کی پرستش کرتا ہے وہ باقی دنیا کو بھول کر دولت کے حصول میں منہمک ہو جاتا ہے تو اگر ناقص معبودوں کی پرستش کا یہ حال ہے تو پھر اس معبودِ حقیقی کی پرستش کا کیا حال ہوگا جس سے ازلی عہد بھی ہے اور جس کا احسانِ عظیم انسان پر ہے ۔

لیکن لا الٰہ الا اللہ کے حقیقی معنوں کا پتہ تب ہی چلتا ہے جب ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ اس غرض سے کرتے ہیں ۔ پروردگار نے فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (۵۱ : ۵۶)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری پرستش اور اطاعت کریں۔"

یہ آیت ایک اعلان ہے کہ انسان کی زندگی کا واحد مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا ہے اور کہ انسان کی تمام سرگرمیوں کا مرکز اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے ۔ اور فرمایا:

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" (۶ : ۱۶۲)

"کہہ دے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اسی اللہ کیلئے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔"

اور:

"ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" (۹ : ۱۱۱)

"اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور مال خرید کرلئے ہوئے ہیں کیونکہ ان کے لئے جنت ہے۔"

گویا مسلمان کی زندگی اللہ کے لئے وقف ہے ۔ اس طرح کی آیتیں اور بھی ہیں جن سے یہی نتیجہ نکلتا ہے ـــــ لیکن لا الٰہ الا اللہ صرف اطاعت کا نام نہیں عشق و محبت کے ایک رشتے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی پرستش کے جذبہ کے بغیر "لا الٰہ الا اللہ" ایک کھوکھلی چیز ہے ۔

قرآن پاک نے کہا ہے:

"یحبھم ویحبونہ" (۵ : ۵۴)

"اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

"والذین آمنوا اشد حبا للہ" (۱ : ۱۶۵)

"اور ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک اللہ اور اللہ کا رسول تم کو ہر شے سے زیادہ عزیز نہ ہو جائیں۔"

اور قرآنِ پاک نے مندرجہ ذیل آیت میں اعلان کر دیا کہ اگر اللہ اور اللہ کا رسول تم کو ہر شے سے زیادہ عزیز نہ ہو تو پھر اللہ کے حکم کا انتظار کرو:

"قل ان کان آباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یأتی اللہ بامرہ" (۹ : ۲۴)

"کہہ دیجئے کہ اگر تم کو تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے مندا پڑنے سے ڈرتے ہو اور مکان جس کو پسند کرتے ہو، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔"

بات یوں ہے کہ اگر انسان کو کوئی شے اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہو تو وہ پرستش اس شے کی کرتا ہے، اللہ کی نہیں کرتا۔ پرستش اس چیز کی کرتا ہے جو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اسلام نام ہی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کے جذبے کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہوں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہوں، پھر قتل کیا جاؤں۔"

اقبال نے درست کہا ہے

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسماعیل

اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ انسان میں سرور اور بے نیازی کی کیفیت پیدا کرتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا انعام ہے:

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" (۱۰ : ۶۲)

"سنو! اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے نہ رنج۔"

اللہ تعالیٰ کے رستہ میں قربانی کا مقام بہت مشکل ہے لیکن یہ اپنے نتیجہ میں بڑا کیف آور ہے۔ اسی کا نام ایمان ہے۔ جس نے ایمان کا مزا نہیں پایا وہ دنیا سے محروم ہی گیا۔

پروردگار نے انسان کو واضح حکم دیا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد صرف پروردگار ہے۔ دوسری شے نہیں ہو سکتی۔ لیکن ساتھ ہی کہا کہ میں نے دنیا میں تم کو تنگی نہیں دی ہے۔ نہ اچھا کھانے پینے سے منع کیا نہ اچھا کپڑا پہننے سے، نہ اچھا مکان بنانے سے نہ شادی کرنے سے نہ دیگر معصوم خوشیوں کے حصول سے۔ ہاں اگر تم کسی اور چیز کو مثلاً دولت، اقتدار، ناموری، عیش پرستی وغیرہ کو مقصدِ حیات بناؤ گے تو پھر میرے پاس سوائے آگ کے تمہارے لئے کچھ نہیں ہے۔ دولت، اقتدار وغیرہ سب بُت ہیں اور ان کو مقصد بنانا بُت پرستی ہے اور شرک ہے جو سب سے بڑا گناہ ہے:

"من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا وزینتها نوف الیهم اعمالهم فیها وهم فیها لا یبخسون۔ اولٰئک الذین لیس لهم فی الآخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیها وباطل ما کانوا یعملون۝" (۱۱ : ۱۵)

"جو اس دنیا اور اس کی زینت کا ارادہ کرتے ہیں، ہم ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ اس زندگی میں دے دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ بھی نہیں اور جو کچھ انہوں نے اس زندگی میں کیا، کام نہ آئیگا اور جو کچھ انہوں نے کیا باطل تھا۔"

انسان نے جو عہد اللہ سے باندھا وہ یک طرفہ نہیں ہے۔ جب انسانوں نے اللہ کو اپنا رب قبول کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ وہ انسانوں کا رب ہے اور رب وہ ہوتا ہے جو امداد کرتا ہے، حفاظت کرتا ہے، پرورش کرتا ہے، دعائیں سنتا ہے، تکلیفیں رفع کرتا ہے، حاجتیں پوری کرتا ہے۔

میں اوپر بتا چکا ہوں کہ اللہ مومنوں سے محبت کرتا ہے اور مومن اللہ سے۔ پروردگار ولی المؤمنین ہے۔ اور اس نے مسلمانوں کی امداد کے بہت وعدے کئے ہوئے ہیں اور پوری ذمہ داری لی ہوئی ہے کہ اگر ہم اس کی اطاعت کریں گے تو وہ ہماری امداد کریگا اور وہ اپنی زبانِ مبارک سے فرماتا ہے کہ:

"واعتصموا باللہ ط ھو مولٰکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر" (۲۲ : ۷۸)

"اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، وہ تمہارا مولیٰ ہے۔ کیا اچھا مولا اور کیسا اچھا مددگار"

"لا الٰہ الا اللہ" کی روح یہ ہے کہ مسلمان کو اس رشتے کا احساس ہو جو اس کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر مسلمان نے اللہ کی غلامی قبول کر لی ہوئی ہے۔ وہ اچھا غلام ہو

یا اچھا نہ ہو، وہ اس رشتے پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اور وہ اس کا غلام۔ سب غلام اچھے تو نہیں ہوتے۔ کوئی زیادہ فرماں بردار ہوتا ہے کوئی کم، لیکن جب تک وہ اپنے مالک کو قبول کرتے ہیں، وہ غلام ہیں۔ کبھی یہ قاعدہ ہوتا تھا کہ غلام کا مالک اس کے کان میں بالی ڈال دیتا تھا جو اس کے غلام ہونے کی نشانی ہوتی تھی اور اس کو حلقہ بگوش کہا جاتا تھا، مسلمان اللہ کا حلقہ بگوش ہے۔ اس کے کان میں لا الٰہ الا اللہ کی بالی ہے۔

سچا مسلمان وہ ہے جو اپنے رشتہ کا پورا احساس رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے تو میرا رب ہے، میں تیرا بندہ۔ تو میرا الٰہ، میں تیرا عبد۔ تیری اطاعت بہر صورت مجھ پر لازم ہے۔ جب مسلمان کو کسی پر سخت غصہ آتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ غصے کو ٹھنڈا کر۔ تو مسلمان کہتا ہے، پروردگار مجھ کو غصہ تو اس انسان پر ایسا ہے کہ اس کو ابھی قتل کر دوں لیکن تیرا حکم ہے کہ غصے کو ٹھنڈا کر۔ تو میں تیرے حکم کے روبرو عاجز ہوں۔ میں نے غصہ کو ٹھنڈا کیا۔ مسلمان کوئی فرشتہ نہیں ہوتا۔ پورے جذبات رکھتا ہے۔ لیکن ان جذبات کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کر دیتا ہے۔ وہ ہر وقت اپنا جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار رہتا ہے۔ اس قربانی کا نام اسلام ہے۔ مسلمان وہ ہے جو ایک کا مکمل بندہ ہے اور اس کے سوا باقی دنیا سے مکمل طور پر آزاد۔ وہ کسی دوسرے کی نہیں مانتا۔ مانے تو اس کے رب کا احترام قائم نہیں رہتا کہ اس کا بندہ ہو اور کسی اور کے روبرو سر جھکائے اور نہ مسلمان کا قلب یہ گوارا کرتا ہے۔ وہ اپنے رب پر توکل کرتا ہے۔ وہ رب جو تمام کائنات کا فرمانروا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔"

کچھ مسلمانوں کی طرف سے اس حدیث کی صحت پر اس بنا پر اعتراض ہوا کہ اس کے مطابق محض ایک عقیدہ کی وجہ سے بغیر عمل کے ایک انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو تشریح میں نے لا الٰہ الا اللہ کی کی ہے اس کے مطابق لا الٰہ الا اللہ صرف عقیدہ نہیں بلکہ عمل ہے۔ کیونکہ اطاعت کا مستقل ارادہ اس کا لازمی جزو ہے اور ارادہ عمل کا حصہ ہے۔ مثال کے طور پر میں دس ہزار روپیہ خیرات کرتا ہوں تو اس میں پہلا عمل یہ ہے کہ میں دس ہزار روپیہ دینے کا فیصلہ اپنے قلب میں کرتا ہوں یعنی ارادہ کر لیتا ہوں۔ دوسرا حصہ عمل کا یہ ہے کہ میں دس ہزار روپیہ اٹھا کر کسی کو دے دیتا ہوں۔ تو ارادہ کرنے کا حصہ ہی تو عمل کا مشکل حصہ ہے۔ جب میں نے دس ہزار روپیہ دینے کا ارادہ کر ہی لیا تو اٹھا کر دے دینا کون سی بڑی بات ہے۔ مسلمان کا قلب لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق تب ہی کرتا ہے کہ جب مسلمان یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ میں

اپنے رب کی پوری اطاعت کروں گا - یہ ارادہ کرنا عمل ہے اور کوئی آسان عمل بھی نہیں ہے - اگر سارے مسلمان قلب سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کا نیک نیتی سے ارادہ کرلیں تو آج ہی اس امت کی ساری مشکلات حل ہو جاویں - آج در اصل امتِ مسلمہ کی ساری مصیبتوں کی وجہ صرف ایک ہے کہ یہ امت قلب سے لا الٰہ الا اللہ کہنے کو تیار نہیں - جھوٹ موٹ کا لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہتی ہے -

میں مذکورہ بالا حدیث کو صحیح سمجھتا ہوں - میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ عام مسلمان جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ اس کا پورا مطلب نہیں سمجھتا اور جیسا لا الٰہ الا اللہ ہونا چاہیئے وہ کم مسلمانوں کا ہوتا ہے -

لیکن اگر لا الٰہ الا اللہ درست ہو تو اس کی بنا پر انسان جنت میں داخل کیا جا سکتا ہے - اس کی تائید قرآنِ پاک کی اس آیت سے ہوتی ہے :

"ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون" (۴۱ : ۳۰)

"وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر قائم ہوگئے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ غم کرو نہ خوف، تم کو اس جنت کی بشارت ہو جس کا وعدہ کیا گیا ہے"

——— مذکورہ بالا حدیث تو اس آیت کی تفسیر ہی معلوم ہوتی ہے -

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین